محمد وسیم اختر مفتی

عثمان غنی رضی اللہ عنہ

گذشتہ سے پیوستہ

(۳)

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۲۷ھ میں فتح افریقہ کے بعد سیدنا عثمانؓ نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس نام کے دو جرنیلوں کو بحری راستے سے اندلس روانہ کیا۔ آپ نے ان دونوں کو خط تحریر کیا کہ قسطنطنیہ اندلس ہی کی جانب سے فتح ہوگا اگر تم فاتح ہوئے تو اجر وثواب میں حصہ دار ہوگے۔ اللہ نے اس مہم میں جیش اسلامی کو کامیابی دی تاہم اندلس ولید بن عبدالملک کے زمانے میں فتح ہوا۔ ابن ابی سرح افریقہ سے رخصت ہوئے تو عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس وہاں کے عامل مقرر ہوئے۔ ۲۷ھ میں عثمانؓ بن ابوالعاص کے ہاتھوں اصطخر دوبارہ فتح ہوا اور حضرت معاویہؓ نے قنسرین پر فوج کشی کی۔

عہد فاروقیؓ میں رومیوں نے سمندر کی جانب سے انطاکیہ پر حملہ کیا تو حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے۔ انھوں نے تجویز پیش کی کہ نوزائیدہ اسلامی مملکت سمندری مہمات سر کرنے کے لیے اپنا بحری بیڑا تیار کرے۔ حضرت عمرؓ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ خلافت عثمانیؓ کی ابتدا میں رومیوں نے دوبارہ بحری حملہ کر کے اسکندریہ کی بندرگاہ اور شہر پر قبضہ کر لیا تو حضرت معاویہؓ نے یہی راے خلیفۂ سوم کے سامنے رکھی۔ ان کی دلیل تھی کہ اسلامی مملکت کی ہزاروں میل لمبی سمندری سرحد کو بحری قوت ہی کے ذریعے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے جزیرۂ قبرص پر فوج کشی کی راے بھی دی جو حمص کے پڑوس میں تھا ایک باریک سمندری پٹی ان دونوں شہروں کے بیچ حائل تھی۔ حضرت عثمانؓ کو حضرت

معاویہؓ کا مشورہ صائب محسوس ہوا لیکن اس وجہ سے متردد تھے کہ حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں اس مشورے کو رد کر چکے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے اصرار پر انھوں نے اجازت دے دی تاہم شرط رکھی کہ صرف وہی لوگ سمندری فوج میں شامل کیے جائیں جو اپنی مرضی سے آئیں۔ حضرت معاویہؓ نے بحری جہاز تیار کرانے شروع کیے تھے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی اسکندریہ میں ایک بیڑا کھڑا کر دیا۔

۲۸ھ میں حضرت معاویہ کو توقع سے بڑھ کر رضا کار حاصل ہو گئے تو وہ انھیں لے کر قبرص روانہ ہو گئے۔ ان کی اہلیہ فاختہ بنت قرظہ کے علاوہ شام میں مقیم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوالدرداؓ، حضرت شدادؓ بن اوس، حضرت عبادہؓ بن صامت اور ان کی اہلیہ ام حرامؓ اس لشکر میں شامل تھے۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار عبادہؓ کے گھر سوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو ہونٹوں پر تبسم تھا، پوچھنے پر فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ سینۂ سمندر پر یوں سوار ہو کر سفر کریں گے جیسے بادشاہ تخت پر متمکن ہوتے ہیں۔ ام حرامؓ نے کہا: دعا فرمایئے اللہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آگے آگے ہو گی۔ جزیرۂ قبرص رومی کنٹرول میں تھا لیکن کسی رومی جہاز نے جیش اسلامی کا راستہ نہ روکا۔ دشمن کے بے شمار فوجی مارے گئے اور قید ہوئے تو اہل قبرص نے خلافت اسلامی کو ۷ ہزار ۲ سو دینار سالانہ جزیہ دینے کا معاہدہ کر کے صلح کر لی، اتنی ہی رقم وہ رومیوں کے شر سے بچنے کے لیے ان کو دے رہے تھے۔ یہ بلاذری کا بیان ہے۔ طبری اور ابن اثیر کہتے ہیں: جنگ قبرص میں مصر سے ابن ابی سرح کے بیڑے نے بھی شرکت کی۔ مصر سے آنے والے بحری جہازوں کی قیادت عبداللہ بن قیس جاسی نے کی جب کہ عبداللہ بن سعد شامی بیڑے کے امیر تھے۔ عبداللہ بن قیس نے اپنی بحری مہمات میں کبھی شکست نہ کھائی تھی۔ عہد اسلامی کے اس پہلے امیر البحر کو رومیوں نے ایک بار اکیلا پایا تو شہید کر دیا۔ سفر قبرص سے واپسی پر ام حرامؓ خچر سے گر کر جان بحق ہوئیں انھیں وہیں دفن کر دیا گیا۔ ۲۸ھ ہی میں نائلہ بن فرافصہ کلبیہ سے حضرت عثمانؓ کی شادی ہوئی جو عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوئیں تب ولیدؓ بن عقبہ بنو کلب کے عامل تھے انھوں نے یہ نسبت طے کی۔ دوسری روایت کے مطابق سعیدؓ بن عاص نے رشتہ کرایا نائلہ کی بہن ہند بن فرافصہ ان کے عقد میں تھیں۔ حضرت عثمانؓ اس شادی سے بہت خوش تھے۔

۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو ہٹا کر ایک ۲۵ سالہ نوجوان عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا، وہ ان کے ماموں زاد تھے۔ انھوں نے خراسان پر عمیر بن عثمان، اور سجستان پر عبداللہ بن عمیر لیثی کی تقرریاں کیں، عبیداللہ بن معمر کو مکران اور عبدالرحمان بن غبیس کو کرمان کی مہمات پر بھیجا۔ اس سال ایران میں معاہدات صلح

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کی کئی خلاف ورزیاں ہوئیں۔اہل اصطخر کی عہد شکنی پر عبداللہ بن عامر، ابو برزہؓ اسلمی، معقلؓ بن یسار اور عمرانؓ بن حصین نے قابو پایا۔عبداللہ نے دارابجرد اور جور کی بغاوتوں کو بھی فرو کیا۔واقدی کے قول کے مطابق ۲۹ھ ہی میں حبیب بن مسلمہ فہری کے ہاتھوں ارمینیا فتح ہوا۔

ربیع الاول ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کو توسیع دی۔انھوں نے اس کی تعمیر نو میں منقش پتھر استعمال کرنے کا حکم دیا ستون پتھر اور گچ سے بنوائے اور چھت پر سال (ساگوان) کی لکڑی ڈلوائی۔اس طرح مسجد کی لمبائی ۱۶۰ گز اور چوڑائی ۱۰۰ گز ہو گئی،اس کے ۶ دروازے اسی طرح برقرار رکھے گئے جیسے عہد فاروقی میں تھے۔خلیفۂ ثالث امسال حج پر گئے تو پہلی بار منیٰ میں خیمہ لگوایا۔انھوں نے منیٰ و عرفات میں کامل ۴ رکعتیں ادا کیں۔یہ پہلا موقع تھا کہ ان پر سر عام اعتراض ہوا۔حضرت علیؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کا عمل آپ کو معلوم ہے، انھوں نے ۲ رکعتیں ہی ادا کیں۔حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے کہا: کیا آپ نے خود ان حضرات کے ساتھ نماز دوگانہ ادا نہیں کی؟ حضرت عثمانؓ کا جواب تھا: مجھے کچھ یمنیوں کے بارے میں پتا چلا وہ ۲ رکعتوں ہی کو اصل نماز سمجھنے لگے ہیں پھر میں نے مکہ میں شادی کر رکھی ہے اور طائف میں میرے مال مویشی ہیں۔حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے کہا: اس کے باوجود آپ کے لیے یہ حضر نہیں بلکہ سفر ہے۔آخر کار حضرت عثمانؓ نے کہا: ایک راے تھی جو میں نے اختیار کر لی۔حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے کہا: اختلاف کرنا بری بات ہے میں نے تو اپنے ساتھیوں کو ۴ رکعتیں پڑھا دی ہیں۔

۳۰ھ میں حضرت عثمانؓ نے ولیدؓ بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ سعیدؓ بن عاص کی تقرری کی۔حضرت ولیدؓ ۵ سال تک عوام کے محبوب گورنر رہے تھے، کہا جاتا ہے انھوں نے ابن حیسمان خزاعی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا تو اہل کوفہ ان کے خلاف سرگرم ہو گئے۔ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ ایک شاعر ابوزبید کے ساتھ مل کر شراب نوشی کرتے ہیں، یہ بھی کہا گیا کہ انھوں نے نشے کی حالت میں فجر کی ۴ رکعتیں پڑھا دیں اور پوچھا کیا اور پڑھاؤں؟ حضرت ولیدؓ کے بدخواہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے پاس گئے تو انھوں نے کہا: جو عیب ہم سے مخفی ہے، ہمیں اس کا کھوج نہیں لگانا چاہیے۔مدینہ پہنچ کر ابوزینب اور ابوموروع نے ان کے خلاف گواہی دے دی تو حضرت عثمانؓ نے انھیں کوڑے لگانے کا حکم دیا۔انھوں نے سعیدؓ بن عاص کو نیا گورنر بنایا اور انھیں تلقین کی، اسلام و جہاد کی طرف سبقت کرنے والوں کو ترجیح دو۔

۳۰ھ میں کوفہ کے گورنر سعیدؓ بن عاص نے طبرسان پر فوج کشی کی۔حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ،عبادلۂ اربعہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

(ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن عمروؓ بن عاص اور ابن زبیرؓ) اور حذیفہؓ بن یمان ان کے ساتھ تھے۔ قومس سے ہوتے ہوئے وہ جرجان پہنچے اور ۲ لاکھ دینار سالانہ جزیہ کے عوض صلح کی۔ طمیسہ میں انھیں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ شدید لڑائی میں جیش اسلامی نے صلاۃ خوف ادا کی، حضرت حذیفہؓ نے راہ نمائی کی۔ آخر کار قلعۂ شہر میں بند دشمن نے امان چاہی تو حضرت سعیدؓ نے کہا کہ وہ ایک آدمی قتل نہ کریں گے، جب دروازہ کھلا تو انھوں نے ایک شخص کو چھوڑ کر سب اہل شہر کو قتل کر دیا۔ اہل جرجان معاہدے کے مطابق جزیہ ادا نہ کرتے، ان کی کارروائیوں سے قومس سے خراسان جانے کا راستہ بھی بند ہو گیا۔ یزید بن مہلب آئے تو حضرت سعیدؓ ہی کی شرائط پر ان سے دوبارہ صلح کی۔ انھوں نے بحیرہ اور دہستان کے علاقے بھی زیر کیے۔ اسی سال یزدگرد جور سے فرار ہو کر کرمان جا رہا تھا کہ حضرت مجاشعؓ بن مسعود نے ایک دستہ لے کر اس کا پیچھا کیا۔ اس نے خراسان کا رخ کر لیا حضرت مجاشعؓ اس کے تعاقب میں تھے کہ برفانی طوفان نے آن لیا۔ ان کی تمام فوج ماری گئی ان کے علاوہ محض ایک شخص اور ایک باندی بچنے پائے۔

حذیفہؓ بن یمان رے اور آذربیجان کی جنگوں میں شریک رہے۔ ایران و شام کے سفروں میں انھوں نے دیکھا کہ حمص، دمشق، کوفہ اور بصرہ کے مسلمان مختلف طریقوں سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اپنی قرآت کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اہل حمص نے مقدادؓ بن عمرو سے قرآن سیکھا (جو اسود بن عبد یغوث کا لے پالک ہونے کی وجہ سے مقدادؓ بن اسود کے نام سے جانے جاتے ہیں) جب کہ کوفہ کے رہنے والے عبداللہؓ بن مسعود کے شاگرد تھے۔ بصریوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے پڑھا انھوں نے اپنے مصحف کا نام 'لباب القلوب'' (دلوں کا جوہر) رکھا ہوا تھا۔ اپنی دینی کتاب کے بارے میں مسلمانوں کے اس اختلاف سے حضرت حذیفہ سخت پریشان ہوئے۔ انھوں نے کوفہ میں موجود صحابہؓ کو اس کے عواقب سے خبردار کیا، پھر مدینے کا رخ کیا اور اپنی تشویش سیدنا عثمانؓ کے سامنے رکھی۔ اس سے قبل عہد صدیقیؓ میں ہونے والی جنگ یمامہ میں کثرت سے حفاظ شہید ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ قرآن کا متن ضائع نہ ہو جائے۔ ان کے حکم پر حضرت زیدؓ بن ثابت نے آیات کو یکجا املا کر کے ایک مصحف کی شکل دے دی۔ خلیفۂ اولؓ کی وفات کے بعد یہ مصحف حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا۔ وہ شہید ہوئے تو ام المومنین حفصہؓ بنت عمرؓ کی تحویل میں رہا۔ حضرت عثمانؓ نے مصحف ان سے منگوایا، زیدؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن زبیرؓ، سعیدؓ بن عاص اور عبدالرحمانؓ بن حارث سے اس کی نقلیں تیار کرائیں اور تمام بلاد اسلامیہ بھجوا دیں۔ انھوں نے وہ مصاحف ضائع کرنے کا حکم بھی دیا جو اصل مصحف کے موافق نہ تھے۔ ان کے اس عمل کی سب نے تحسین کی البتہ عبداللہؓ بن مسعود اور ان کے شاگردوں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نے پسند نہ کیا۔

۳۰ھ ہی میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے مدینہ سے ۲ میل (۲ء۳ کلو میٹر) دور واقع بئر اریس میں گر گئی۔ یہ کنواں ایک یہودی اریس کے نام سے منسوب تھا۔ چاندی کی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' ۳ سطروں میں نقش تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت بنوائی تھی جب اسلام کی سچی دعوت دینے کے لیے جزیرہ نماے عرب سے باہر کے سربراہان مملکت کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا تھا کہ ملوک عجم مہر لگا خط ہی وصول کرتے ہیں۔ شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ سے ہوتی ہوئی یہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئی۔ اپنی خلافت کے چھٹے سال انھوں نے مدینہ کے نواح میں مسجد قبا کے قریب واقع بئر اریس کی صفائی کروائی۔ وہ منڈیر پر کھڑے انگوٹھی ہاتھ میں گھما رہے تھے کہ کنویں میں جا پڑی۔ کنویں کا سارا پانی نکال کر انگوٹھی ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن وہ نہ ملی۔ تب امیر المومنینؓ نے چاندی کی ویسی ہی نئی انگوٹھی بنوائی اور اس پر وہی تین سطری عبارت نقش کرائی۔ جب انھیں شہید کیا گیا تو اس انگوٹھی کا بھی سراغ نہ ملا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرات ابوذرؓ و معاویہؓ میں نزاع بھی امسال ہی پیدا ہوا۔ دونوں اصحابؓ رسول شام میں مقیم تھے۔ ابوذرؓ مال جمع کرنے کی وجہ سے عام مسلمانوں پر تنقید کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک مسلمان کو ایک دن اور رات کے خرچ سے بڑھ کر مال اپنے پاس نہ رکھنا چاہیے، زائد مال صدقہ کرنا اس کے لیے واجب ہے۔ دلیل کے طور پر وہ سورۂ توبہ کی یہ آیت پڑھتے: ''الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم'' ''جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو'' (آیت ۳۴)۔ ان کے خیالات غریب مسلمانوں تک پہنچے تو وہ امرا کی دولت کو اپنا حق سمجھنے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے اس صورت حال کی خبر حضرت عثمانؓ کو کی۔ انھوں نے حضرت ابوذرؓ کو مدینہ طلب کیا اور کہا: رعایا کو جبراً زاہد بنانا مجھ پر لازم نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا: آپ دولت مندوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں جب تک وہ اپنے پڑوسیوں اور اعزہ و اقارب سے حسن سلوک نہ کر لیں۔ باتوں باتوں میں وہاں پر موجود کعبؓ احبار سے ان کا جھگڑا ہو گیا، انھوں نے کعبؓ کا سر پھاڑ ڈالا۔ آخرکار ابوذرؓ نے خود کہا مجھے مدینہ سے باہر جانے دیجیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ ''جب آبادی کوہ سلع تک آ جائے تو تم مدینہ سے چلے جانا۔'' وہ نواحی بستی ربذہ میں آ گئے وہاں ایک مسجد تعمیر کر کے رہنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے روزانہ خرچ مقرر کرنے کے علاوہ انھیں کچھ اونٹ اور خدمت کے لیے دو غلام دیے۔ یہیں ان کا انتقال ہوا۔

رومی سالاروں کو یقین ہو گیا تھا اگر اسلام کی بحری قوت بڑھتی رہی تو وہ کبھی مصروشام واپس نہ جا سکیں گے اس لیے انھوں نے یہ نوخیز بحریہ تباہ کرنے کی ٹھانی۔ اپنی بہتر عسکری صلاحیت اور بے شمار جنگی جہازوں پر انھیں بہت بھروسا تھا۔ ۳۱ھ، ۶۵۲ء (یا دوسری روایت کے مطابق ۳۴ھ، ۶۵۲ء) میں ہرقل کا پوتا کانسٹنز دوم (Constans II) ۵سو سے زائد بحری جہازوں کے بیڑے کی خود قیادت کرتا ہوا بحر روم (mediterranean sea) کے راستے اسکندریہ روانہ ہوا۔ ادھر گورنر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ۲ سو جہازوں پر اپنے جنگ آزمودہ سپاہی لے کر نکلے۔ اناطولیہ (ترکی) کی قدیم ریاست Lycia کی بندرگاہ فینیکس (Phoenicus، ترکی کے موجودہ شہر Finike) پر کھلے سمندر میں فوجوں کا سامنا ہوا، رات ہونے کو تھی اور اسلامی بیڑے کے رخ میں تند ہوا چل رہی تھی۔ وہ رات رومیوں نے نقارے بجانے اور صلیب بنانے میں بسر کی جب کہ مسلمان نماز و تلاوت میں مشغول رہے۔ ابن ابی سرح نے کانسٹنز کو زمینی جنگ لڑنے کی پیش کش کی۔ اسے اپنی بحری طاقت پر ناز تھا اور وہ اسلامی بیڑا مٹانے کا عزم لے کر آیا تھا اس لیے انکار کر دیا۔ رومی جہازوں کو باندھ کر صف آرا کر دیا گیا۔ مسلمان بھی اپنا بیڑا قریب لا کر لنگر انداز ہو گئے۔ سخت جنگ چھڑ گئی، سپاہی خنجروں اور تلواروں سے دست و گریباں ہوئے۔ دونوں فریقوں کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ ہلاک اور زخمی ہونے والے سپاہی سمندر میں گرتے اور موجیں انھیں ساحل پر لا پھینکتیں اس طرح سمندر خون سے سرخ ہو گیا اور ساحل پر لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ کانسٹنز بھی شدید زخمی ہوا، بازی ہرتے ہوئے دیکھ کر اس نے بھیس بدلا اور اپنے بچے کھچے فوجیوں اور تباہ حال جہازوں کو لے کر فرار ہو گیا۔ وہ استنبول سے ہوتا ہوا صقلیہ (Sicily) پہنچا تو نصرانی سخت ناراض ہوئے اور اسے حمام میں گھسا کر مار ڈالا۔ مورخین اس معرکے کو جنگ صواری، مستولوں والی جنگ، The Battle of the Masts یا The Battle of Phoenix (Phoenicus) کے نام سے یاد کرتے ہیں کیونکہ اس میں بحری جہاز ایک دوسرے سے باندھ دیے گئے تھے حتیٰ کہ یہ جگہ Phoenicus بھی ذات الصواری (مستولوں والی) کے نام سے جانی جانے لگی۔ اس جنگ کے بعد رومیوں کی سمندری برتری کا خاتمہ ہو گیا۔ انھوں نے پھر مصروشام پر بحری حملہ کرنے کی کوشش نہ کی۔ عبداللہ بن ابی سرح نے شکست خوردہ رومیوں کا پیچھا نہ کیا کچھ روز ذات الصواری (Phoenicus) میں قیام کرنے کے بعد وہ مصر لوٹ گئے۔ فرار ہوتے ہوئے دشمن پر کاری ضرب نہ لگانے کی وجہ سے انھیں اور حضرت عثمانؓ کو شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ محمد بن ابوحذیفہ اور محمد بن ابوبکرؓ اس کام میں پیش پیش تھے۔

آخری ساسانی (Sassanid) بادشاہ یزدگرد عہد عثمانیؓ میں اپنے انجام کو پہنچا۔ ۳۱ھ میں وہ مرو سے فرار ہو رہا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

تھا کہ کچھ ترکوں (یا مرویوں) نے اس پر حملہ کر دیا۔اس کے ساتھی مارے گئے وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔اس نے بھاگ کر ایک چکی بنانے والے کے ہاں پناہ لی۔رات کو وہ سو یا تو چکی والے نے اسے مار ڈالا تاج شاہی اور جواہرات پر قبضہ کیا اور نعش دریاے مرغاب میں پھینک دی۔ترک (یا مروی) پیچھا کرتے ہوئے آئے چکی والے کو ختم کیا اور تمام مال واسباب چھین کر چلتے بنے۔مرو کے پادری ایلیا نے دریا سے بادشاہ کی لاش نکال کر تابوت میں رکھی پھر اسے اصطخر لے جا کر دفن کیا گیا۔کچھ شاہی زیورات حضرت عثمانؓ کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

۳۱ھ میں عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ کے حکم پر احنف بن قیس نے مرورود کا محاصرہ کیا۔وہاں کے باشندوں نے ۱۲ لاکھ دینار سالانہ جزیہ دینے کا معاہدہ کر کے صلح کر لی تو وہ بلخ (طخارستان) کی طرف بڑھے۔تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ مفتوح ہوا تو انھوں نے اسید کو وہاں کا عامل مقرر کیا جنھوں نے عہد صلح کی تکمیل کی۔امسال طالقان اور فریاب بھی احنف کے ہاتھوں فتح ہوئے۔دوسری طرف اقرعؓ بن حابس نے جوزجان سر کیا۔کرمان اور خراسان سپریم کمانڈر عبداللہ بن عامر نے خود فتح کیے۔نیشاپور، سرخس اور طوس بھی ان کے ہاتھ زیر ہوئے۔اسود بن کلثوم نے بیہق پر قبضہ کیا۔سجستان عہد فاروقیؓ میں فتح ہو چکا تھا۔وہاں کے لوگوں نے عہد شکنی کی تو ربیع بن زیاد حارثی آئے اور انھیں پھر سے صلح پر مجبور کیا۔ربیع نے کرکویہ، زرنج اور سنارود کے باشندگان سے بھی معاہدات کیے۔۳۱ھ میں فتوح خراسان مکمل ہونے کے بعد عبداللہ بن عامر نے نیشاپور سے احرام باندھا اور شکرانے کے لیے عمرہ ادا کرنے روانہ ہوئے۔حضرت عثمانؓ سے ملاقات کے لیے گئے تو انھوں نے ملامت کی اور فرمایا: کاش تم اس وقت کا لحاظ بھی کرتے جس میں لوگ تمھاری خدمات سے محروم رہیں گے۔

خلافت راشدہ کے بابرکت دور میں ہونے والی بے شمار فتوحات کے ساتھ ۳۲ھ (۶۵۳ء) میں اہل ایمان کو ترکوں اور خزروں (Khazars) کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔خزر ایک خانہ بدوش قوم تھی جس نے دوسری صدی عیسوی میں جنوبی قفقاز (South Caucasus) یا ماوراے قفقاز (Transcaucasia) میں جنم لیا اور پھر زیریں علاقے شمالی قفقاز (North Caucasus) میں منتقل ہو گئی۔ے ویں صدی میں اس نے بحر قزوین (Caspian Sea) اور بحر اسود (Black sea) کے شمالی ساحل سے دریاے والگا (Volga) اور دریاے ڈینیپر (Dnieper) تک کے علاقوں پر اپنا تسلط جما لیا۔آج کل کے یوکرائن، قازقستان، جارجیا، کریمیا اور آذربائیجان کے علاقے بھی اس کی خاقانی سلطنت (Khaganate) میں شامل تھے، کہا جاتا ہے کہ یہ قوم حزر بن یافث بن نوحؑ کی اولاد تھی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہونے والی جنگوں میں عجمیوں نے بھاری جانی نقصان اٹھایا اور سپاہ اسلام بسا اوقات کوئی جان ضائع کیے بغیر غلبہ پاتی رہی۔ مفتوحین کو خیال ہونے لگا شاید فرشتوں کی طرح مسلمانوں کو موت ہی نہیں آتی اس لیے انھوں نے ان پر موت آزمانے کا منصوبہ بنایا، وہ جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گئے جب اہل ایمان کا ایک دستہ وہاں سے گزرا تو ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر کے انھیں شہید کر ڈالا۔ اب ان کے حوصلے بڑھے اور وہ کسی بڑے حملے کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت عثمانؓ، عبدالرحمانؓ بن ربیعہ کو خط لکھ چکے تھے کہ رعایا خفیہ تدبیریں کر رہی ہے مسلمانوں کو کسی خطرے میں نہ ڈال دینا لیکن انھوں نے اپنی مہمات بے خطر جاری رکھتے ہوئے بلنجر (بلنز ر، حضرت ذوالقرنینؑ کے تعمیر کردہ بند کے قریب واقع خزر خاقانیت کا دارالخلافہ) کی طرف پیش قدمی کی۔ یہاں ترکوں اور خزر سے ان کا سخت مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے منجنیقوں کا استعمال کیا گیا۔ اس پہلی عرب خزر جنگ میں عبدالرحمانؓ اور ان کے بے شمار سپاہیوں نے شہادت پائی۔ اسلامی فوج شکست کھا کر دو حصوں میں بٹ گئی ایک حصہ زیریں شہر دربند شروان (Derbent، باب الابواب) کی طرف بھاگا اور حضرت عبدالرحمانؓ کے بھائی حضرت سلمانؓ بن ربیعہ کی قیادت میں آنے والی کمک سے جا ملا، ایک گروہ جس میں حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت ابوہریرہؓ، علقمہ بن قیس اور خالد بن ربیعہ تھے، خزر، جیلان اور جرجان میں منتشر ہو گیا۔ آخر کار حضرت سلمانؓ بن ربیعہ کے جیش نے فتح پائی اور وہی باب (دربند) کے نئے عامل مقرر ہوئے۔

(باقی)

مطالعۂ مزید: تاریخ الامم والملوک (**طبری**)، الکامل فی التاریخ (**ابن اثیر**)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (**ابن جوزی**)، البدایہ والنہایہ (**ابن کثیر**)، فتوح البلدان (**بلاذری**)، عثمان بن عفان (**محمد حسین ہیکل**)، معجم البلدان (**یاقوت حموی**)، Wikipedia